تفسیر تدبرِ قرآن از امین احسن اصلاحی کا تنقیدی مطالعہ

A Critical study of Tafseer Tadabbur-e-Qrān by Amin Ahsan Islahi

Dr. Muhammad Zohaib Hanif
Specialist(Islamiat), Aga Khan University Examination Board, Karachi:
zaibizohaib26@gmail.com

Dr.Yasmin Nazir
Assistant Professor,Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur:
yasmin.nazir@gscwu.edu.pk

Dr. Syed Ayaz Ahmad Shah
Assistant Professor, Al Ghazali University, Karachi, Pakistan:
ayazcancerian@gmail.com

Abstract

There were Many famous characters were congenital and renowned for their unique qualities. It is not easy to get such an ideal scholar among all the personalities. Similarly, when it comes to the interpretation of the Qur'an, we come to know about distinct personality in the subcontinent who is 'Maulana Amin Ahsan Islahi'. Maulana Amin Ahsan Islahi Sahib is known for his exegetical works. He didn't only tell the people, the truth of the Qur'an but also explained the interpretation of the Qur'an in different aspect. During his era, different commentators were playing a vital role in the society, but among them, he kept his own distinct communication. Commenting on the Holy Quran is not an easy task, Maulana's interpretation of the Holy Quran is different from the traditional way. This is his uniqueness. Generally, the interpretation of the Qur'an is in two ways. One is based on Mathur and the other is based on opinion. The first means that the interpretation of the Holy Qur'an is done keeping in mind the tradition, while the second is an opinion that can be taken in the interpretation of the Holy Qur'an, but such opinion should be related to principles of interpretation of the Qur'an. Maulana has given priority to "opinion" in his commentary. the main feature is 'Nazm'. There are various Interpreters of the Holy Qur'an who accept Nazm in the Holy Qur'an but have not included it in their work practically. Maulana accepted the challenge of adding Nazm in the longest Surahs of the Holy Qur'an.

Furthermore, Maulana includes lughat in his commentary. Here few of Tafseeri aspects of his Tafseer will be discussed.
Keywords: *Usloob-e-Tafseer, Nazm-e-Qur'an, Shan-e-Nuzool, Kalam-e-Arab and Tafseeri characteristics.*

مولانا امین احسن اصلاحی کی پوری زندگی قرآن کے مطالعہ اور اس کی تفسیر کرنے پر گزری، خاص کر 'لغات' اور 'نظمِ قرآن' جو اُن کے استاد امام حمید الدین فراہی کا خاصہ تھا، اِس پر مولانا نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ 'نظمِ قرآن' حوالے سے دیکھا جائے تو مفسرین کی ایک بڑی جماعت اس کے قائل تو ہیں مگر اپنی تفاسیر میں عملی طور پر لے کر نہیں آئے۔ مولانا حمید الدین فراہی نے اگرچہ نظم پر کام کیا، لیکن صرف تیس واں پارہ، جس پر یہ کہ کہا گیا چھوٹی چھوٹی سورتوں میں 'نظم' یعنی سورتوں کا آپس میں تعلق جوڑا جاسکتا ہے لیکن بڑی بڑی سورتوں میں اس کا اہتمام ناممکن ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اس چیلنج کو نہ صرف قبول کیا بلکہ عملی طور پر پورے قرآن کی تفسیر 'نظم' کے اصول پر لکھی جو کہ یقیناً ایک بڑا کارنامہ ہے۔ یہاں ان کی تفسیر تدبرِ قرآن پر ایک تنقیدی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ تدبرِ قرآن کی جن خصوصیات پر گفتگو کی جائے گی، اُن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ تدبرِ قرآن کا اُسلوب۔

۲۔ مولانا کے تفسیری اصولوں کا جائزہ

۳۔ تفسیر تدبرِ قرآن کے علمی محاسن: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن" کا ترجمہ و تفسیر، "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ" کی تفسیر، "وَالشَّفْعِ وَالوِتْر" کی تشریح، "فَجَعَلَهُ غُثَاء أَحْوَى" کا ترجمہ و تفسیر اور 'سورۃ المرسلٰت' اور 'سورۃ النازعات' کی ابتدائی پانچ آیات کی تفسیر۔

۱۔ تدبرِ قرآن کا اُسلوب:

مولانا امین احسن اصلاحی کا تفسیر کا ایک الگ انداز ہے جو اُنھیں دوسرے مفسرین سے ممتاز کرتا ہے۔ مولانا کسی بھی سورۃ کی تفسیر کرنے سے پہلے سورۃ کا عمود بیان کرتے ہیں یعنی سورۃ کے مضامین کا دوسری سورۃ سے تعلق بیان کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کا آپس میں تعلق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سورہ فاتحہ کے آخری حصے اور سورہ بقرۃ کی پہلی آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں سورتوں میں وہی تعلق ہے جو تعلق ایک دعا اور اس کے جواب یا ایک دعا اور اس کے اثر اور اس کی قبولیت میں ہوتا ہے۔ سورۂ فاتحہ کا خاتمہ ان الفاظ میں ہوتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔۔۔ اس کے معاً بعد سورۃ بقرۃ شروع ہوتی ہے۔ الٓمّٓ، ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔۔۔ گویا سورۃ فاتحہ میں جس آسمانی ہدایت و رہنمائی کے لیے دعا کی گئی تھی سورۃ بقرۃ میں وہ ہدایت سامنے آگئی۔"[1]

سورۃ کی تفسیر سے پہلے سورۃ کے اہم مضامین بیان کر دیتے ہیں (مولانا مودودی بھی تفہیم القرآن میں اس کا اہتمام کرتے ہیں) تاکہ قاری کو ایک پوری شبیہ نظر آجائے۔ یا آیاتِ قرآنی کی تفسیر میں کلامِ عرب کو سب مقدم رکھتے ہیں۔ 'تفسیر القرآن بالقرآن' ان کا خاصہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تفسیر میں زیادہ تر قدیم آسمانی صحائف جب کہ احادیثِ مبارکہ کے قلیل حوالہ جات ان کے پیشِ نظر رہتے ہیں۔ فقہی معاملات میں حنفی مسلک کو اگرچہ راجح قرار دیتے ہیں، لیکن جہاں اختلاف نظر آتا ہے وہاں قلم نہیں روکتے۔

۲۔ مولانا کے تفسیری اصولوں کا جائزہ:

تفسیری اصولوں کو سمجھنے سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ مولانا امین احسن اصلاحی نے تفسیر کا سلسلہ کیوں شروع کیا، اُنھیں کیا ضرورت پیش آئی جس کی وجہ سے انھوں نے اس عظیم کام کے لیے بیڑہ اٹھایا۔ دراصل مولانا اپنے استاد مولانا حمید الدین فراہی کے کام کو آگے بڑھانا چاہتے تھے وہ خود لکھتے ہیں:

"میں نے اول اول جب اپنے استاد مولانا فراہی رحمتہ اللہ کے طرزِ فکر سے اردو خواں طبقہ کو روشناس کرانا چاہا تو مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ (یوپی) بھارت ۱۹۳۶ء میں "الاصلاح" کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا جو ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء تک جاری رہا۔ اس رسالے میں، میں نے مولانا کے 'تفسیرِ نظام القرآن' کے مطبوعہ اجزاء کے ترجمے بھی شائع کئے اور مختلف مضامین میں مولانا کے اصولِ تفسیر بھی بیان کئے"۔[2]

---

[1] امین احسن اصلاحی، تدبرِ قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، نومبر ۲۰۰۹ء، ۱/۷۱۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, Faran Foundation, Lahore, November 2009, 71/1

[2] امین احسن اصلاحی، مبادی تدبرِ قرآن، فاران فاؤنڈیشن، ایبٹ روڈ، لاہور، ۲۰۱۳ء، ۱۳۔

Amin Ahsan Islahi, *Mubadi Tadabur-e- Qur'ān*, Faran Foundation, Abat Abad, Lahore, 2013, 13.

یہی وجہ ہے کہ مولانا کی تفسیر اور اصولِ تفسیر میں "فراہی" مکتب نظر آتا ہے۔ اپنی تفسیر میں مولانا جگہ جگہ اپنے استاد کے حوالہ جات بھی شامل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چوں کہ مولانا حمید الدین فراہی 'نظم القرآن' کے قائل تھے اس لیے مولانا امین احسن اصلاحی نے بھی 'نظم القرآن' کو اپنی تفسیر میں مقدم رکھا۔

مولانا امین احسن اصلاحی تدبرِ قرآن میں اپنے تفسیری اصولوں کو دو طرح واضح کرتے ہیں:
(۱) فہمِ قرآن کے داخلی وسائل '(۲) فہمِ قرآن کے خارجی وسائل۔
داخلی وسائل میں جن عناصر کو شامل کیا ہے، اُن میں: قرآن کی زبان، نظم، جب کہ **خارجی وسائل** میں: سنتِ متواترہ و مشہور احادیث، آثارِ صحابہ 'شانِ نزول 'کتبِ تفسیر اور قدیم آسمانی صحیفوں کو شامل کیا ہے۔

فہمِ قرآن کے داخلی وسائل

قرآن کی زبان:

اس بحث میں مولانا نے قرآن کی زبان یعنی عربی زبان کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ یہ وہ عربی زبان تھی جو اہلِ قریش بولا کرتے تھے یعنی خالص عربی زبان۔ قرآن کی زبان کی فصاحت و بلاغت کی اہمیت کو مولانا نے جاہلیت کے مشہور شاعر 'لبید' کے واقعہ سے واضح کیا ہے' وہ لکھتے ہیں:

"شعرائے سبعہ معلقہ میں لبید آخری شاعر ہیں ان کے ایک شعر پر سوق عکاز میں تمام شعرائے وقت نے ان کو سجدہ کیا اور عرب کی روایت کے مطابق اعزاز کے طور پر ان کا قصیدہ خانہ کعبہ پر آویزاں کیا گیا'۔۔۔ جو شاعر تمام عرب شعراء کا مسجود' وقت کا ملک الشعراء اور عرب کی فصاحت و بلاغت کا مظہر کامل ہو اس کے یوں ترکِ شعر پر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ اب آپ شعر نہیں کہتے؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: ابعد القرآن؟ کیا قرآن کے نازل ہو جانے کے بعد اس کے لئے کوئی شعر کہنے کی گنجائش ہے۔"[3]

کلامِ عرب کی اہمیت:

مولانا نے قرآن کو سمجھنے کے لیے کلامِ عرب کو سمجھنے پر زور دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

---

[3] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، ۱/ ۱۴۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 14/1

''عربی زبان بالخصوص قرآن کی زبان کے معاملے میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ اس وقت وہ زبان کہیں بھی رائج نہیں ہے، جس میں قرآن نازل ہوا ہے۔۔۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ۔۔۔ دورِ جاہلیت کے شعرا و ادبا کے کلام محاسن و معایب کے سمجھنے کا ذوق پیدا کرے۔۔۔ صرف زبان و اسلوب کے معاملے میں ہی نہیں بلکہ اہلِ عرب کے معروف و منکر، ان کی معاشرتی زندگی کی خصوصیات، ان کی سوسائٹی میں خیر و شر کے معیارات، ان کے سماجی، تمدنی اور سیاسی نظریات، روزمرہ کی زندگی میں ان کی دلچسپیاں اور ان کے مشاغل۔۔۔ غرض اس طرح کی ساری چیزوں کے سمجھنے میں مدد ان کے لٹریچر سے ملتی ہے وہ کسی دوسری چیز سے نہیں ملتی۔''[4]

نظم القرآن:

فہمِ قرآن کے داخلی عناصر میں مولانا نے قرآنِ مجید کے جس چھپے ہوئے موتی کو واضح کیا ہے، وہ ہے 'قرآن کا نظم'۔ نظم کے معنی ہیں ایک آیت کا دوسری آیت' ایک سورۃ کا دوسری سورۃ سے ربط و تعلق۔ مولانا نے ان لوگوں پر افسوس کا اظہار بھی کیا ہے جنہوں نے نظم کی اہمیت کو بالکل پس پشت ڈال دیا وہ لکھتے ہیں:

''عجیب ستم ظریفی ہے کہ قرآن جس کو فصاحت و بلاغت کا معجزہ قرار دیا جاتا ہے اور جو فی الواقع معجزہ ہے بھی' ایک بہت بڑے گروہ کے نزدیک نظم سے بالکل خالی کتاب ہے۔ ان کے نزدیک نہ ایک سورۃ کا دوسری سورۃ سے کوئی ربط و تعلق ہے نہ ایک سورۃ کی مختلف آیات ہی میں باہم کوئی مناسبت و موافقت ہے۔ پس مختلف آیات مختلف سورتوں میں بغیر کسی مناسبت کے جمع کر دی گئیں ہیں۔''[5]

مولانا یہ بھی مانتے ہیں کہ نظمِ قرآن کو حقیقت کے باوجود لوگوں نے اس میں نظم تلاش نہیں کی کیوں کہ یہ ایک کہنہ مشق کام ہے۔ اس کا سہرا مولانا اپنے استاد مولانا حمید الدین فراہی کے سر باندھتے ہیں اور لکھتے ہیں:

''مولانا نے بے شک اس کے حق میں نہایت موثر و دل نشین دلائل بھی دیئے اور متعدد سورتوں کی تفسیر بھی لکھی جس کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہو گا کہ ہر سورہ نہایت حسین نظم کا نہایت دل آویز پیکر ہے۔۔۔''[6]

آگے چل کر مولانا ''نظمِ قرآن'' کی اہمیت مزید واضح کی، وہ لکھتے ہیں:

---

[4] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، ۱/ ۱۵، ۱۶۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 15,16/1

[5] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۱/ ۱۴'۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 14/1

[6] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۱/ ۱۹'۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 19/1

"۔۔۔ایک تو اس بات کہ قرآن مجید کے اندر نظم کا انکار قرآن پر بہت بڑا ظلم ہے۔دوسری اس بات کا کہ قرآن کے معارف و حکم کا اصل خزانہ در حقیقت اس کے نظم ہی کے اندر پوشیدہ ہے۔"[7]

فہمِ قرآن کے داخلی وسائل کا ماحصل کچھ اس طرح سے:

- قرآنِ مجید کا نزول جس زبان میں نازل ہوا تھا وہ قریشِ مکہ کی زبان تھی۔
- یہ وہ زبان نہیں جو آج کل کے اخبارات میں لکھی جاتی ہے۔
- قرآن مجید کا ایک نظم ہے۔یعنی ایک سورۃ و آیت کا دوسری سورۃ و آیت سے ایک ربط و تعلق ہے۔
- بعض لوگوں نے قرآنِ مجید کو نظم سے بالکل خالی کہا۔
- نظم نہ ماننے کی وجہ سے لوگوں نے قرآنی آیات کو اپنے مطلب میں ڈھالنے کی کوششیں کی۔
- قرآن کو سمجھنے کے لیے کلامِ عرب کا جاننا ضروری ہے۔

فہمِ قرآن کے خارجی وسائل

سنت متواترہ و مشہور:

قرآنِ مجید کی اصطلاحات "صلوٰۃ، زکوۃ، روزہ، حج، قربانی، مسجدِ حرام، صفا و مروہ سے متعلق مولانا ان کو سنتِ متواترہ کہتے ہیں۔

سنتِ متواترہ کی قطعیت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"جہاں تک دینی اصطلاحات کا تعلق ہے یہ سوال کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔اس لیے اس قسم کی ساری اصطلاحات کا حقیقی مفہوم بالکل عملی شکل میں سنتِ متواترہ کے اندر محفوظ کر دیا گیا ہے۔۔۔پانچ وقت کی نمازیں سب جانتے ہیں اور مانتے ہیں جس قطعیت کے ساتھ قرآن کو جانتے اور مانتے ہیں۔رہا بعض جزوی امور میں کوئی

---

[7] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۱/ ۱۹۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 19/1

فرق تو یہ فرق کوئی اہمیت رکھنے والی شے نہیں ہے۔۔۔ منکرینِ حدیث کی یہ جسارت کہ وہ صوم وصلوٰۃ، حج وزکوٰۃ اور عمرہ وقربانی کا مفہوم بھی اپنے جی سے بیان کرتے ہیں۔۔۔ صریحاً قرآنِ مجید کے انکار کے مترادف ہے۔۔۔"[8]

احادیث وآثارِ صحابہ:

مولانا امین احسن اصلاحی نے احادیث کو تفسیر کے ظنی ماخذوں میں شمار کیا ہے۔ اس کے برعکس بحیثیت مجموعی مفسرین احادیث کو تفسیر کے اصلی ماخذ میں شمار کرتے ہیں۔ تمام مفسرینِ کرام بہ شمول، ابن کثیر سب نے حدیث کی قطعیت کو ثابت کیا اور ساتھ ہی اپنے تفسیری اصول میں حدیث کو اصلی ماخذ قرار دیا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

"۔۔ ان کی صحت کی طرف سے پورا اطمینان ہو تا تو تفسیر میں ان کی وہی اہمیت ہوتی جو اہمیت سنتِ متواترہ کی بیان ہوئی ہے۔۔۔ جو لوگ احادیث و آثار کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ ان کو خود قرآن پر بھی حاکم بنا دیتے ہیں ونہ تو قرآن کا درجہ پہچانتے ہیں اور نہ حدیث کا۔۔۔"[9]

مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر کا بحیثیتِ مجموعی جائزہ لیا جائے تو وہ اپنی تفسیر میں اتنی احادیث لے کر آئے ہیں کہ جن کو انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ انحصار کلامِ عرب پر ہی کرتے ہیں۔ اس کے بر عکس اسلاف ذخیرۂ حدیث کو قطعی ماخذ مانتے ہیں، اگرچہ تفسیری روایات کی صحت پر ہمیشہ سے بحث چلی آرہی ہے لیکن مجموعی طور پر کس بھی مفسر کے نزدیک کے حدیث ظنی ماخذ نہیں رہا۔

شانِ نزول:

شانِ نزول سے متعلق مختلف مفکرین کے مختلف اقوال ہیں تاہم مفسرین کی ایک بڑی جماعت اس کے قائلین میں شامل ہیں۔ اس ضمن میں صاحبِ تفسیرِ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع رقم طراز ہیں:

"قرآنِ کریم آیتیں دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ آیتیں جو اللہ تعالیٰ از خود نازل فرمائیں، کوئی خاص واقعہ یا کسی کا کوئی سوال وغیرہ اُن کے نزول کا سبب نہیں بنا، دوسری آیات ایسی ہیں جن کا نزول کسی خاص واقعہ کی وجہ سے یا کسی سوال کے جواب میں ہوا۔ مثلاً سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۲۱ ہے؛ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ

---

[8] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۱/ ۲۹۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 29/ 1

[9] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۱/ ۳۰۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 30/ 1

مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۔ مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں، اور بلا شبہ ایک مومن کنیز ایک مشرکہ سے بہتر ہے خواہ مشرکہ تمہیں پسند ہو۔ یہ آیت ایک واقعہ میں نازل ہوئی تھی، زمانۂ جاہلیت میں حضرت مرثد بن ابی مرثد غنویؓ کے عناق نامی عورت سے تعلقات تھے، اسلام لانے کے بعد یہ مدینہ چلے آئے اور وہ عورت مکہ میں رہ گئی۔ ایک مرتبہ حضرت مرثد کسی کام سے مکہ تشریف لے گئے تو عناق نے انہیں گناہ کی دعوت دی، حضرت مرثدؓ نے صاف انکار کر کے فرمایا کہ اسلام میرے اور تمھارے درمیان حائل ہو چکا ہے۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں آنحضرت سے اجازت کے بعد تم سے نکاح کر سکتا ہوں۔ مدینہ تشریف لا کر حضرت مرثدؓ نے آپ سے اجاز چاہی اور اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔۔۔"[10]

مولانا امین احسن اصلاحی شانِ نزول کے حوالے سے 'سلف' کے اس طریقے کی مخالفت کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

"۔۔۔ جس وقت جو بھی سورہ نازل کی گئی ہے اس غرض سے نازل کی گئی ہے کہ جو معاملات توضیح و تشریح ہیں ان کی توضیح و تشریح کر دی جائے اور کلام ایسا ہو کہ اس کے نظم میں کسی قسم البتاس و ابہام نہ ہو۔ جس طرح ایک ماہر اور حکیم خطیب اپنے سامنے کے خاص حالات و مقتضیات کی بنا پر ایک خطبہ دیتا ہے کہ بسا اوقات وہ ایک خاص معاملے کا ذکر اگرچہ نظر انداز کر جاتا ہے لیکن اس کا کلام اس طرح کے تمام معاملات و احوال پر حاوی ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ ذکر تو کسی خاص معاملے یا کسی خاص شخص کا کرتا ہے لیکن کلام ایک عالمگیر بارش کی طرح بالکل عام وہ ہمہ گیر ہوتا ہے، اسی طرح قرآنِ حکیم کا نزول بھی ہوا۔"[11]

مولانا امین احسن اصلاحی سلف کی آراء کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ شانِ نزول سے متعلق علمی تنقید بھی کرتے ہیں۔ مولانا کا کہنا ہے کہ شانِ نزول اس سورۃ کے اندر سے ہی تلاش کرنا چاہیے۔ اس کے برعکس مفسرینِ کرام شانِ نزول کو اہمیت ہی اس لیے دیتے ہیں کہ اس سے آیت کے پیچھے سیاق و سباق معلوم ہو جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں بہت سے ایسے فقہی معاملات بھی ہیں جنھی شانِ نزول پڑھے بغیر سمجھا نہیں جا سکتا اور اس بہت سے اختلاف وقوع پذیر ہو جاتے ہیں۔[12] جیسے، سورۃ المجادلہ کی آیت نمبر ا جس میں ایک خاتون (حضرت خولہ بن ثعلبہؓ) آپ ﷺ سے

---

[10] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، اپریل ا، ۲۰۰۸/ ۲۹، ۳۰

Mufti Muhammad Shafi, *Ma'ariful Qur'ān*, Maktaba, *Ma'ariful Qur'ān*,, April, 2008 29-30/1.

[11] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ا/ ۳۱، ۳۲۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 31,32/1

[12] Raza, AA,"Promoting interfaith harmony and the common challenges facing the state system regarding the unity of the Ummah, in the light of Quranic teachings: بین المسالک ہم

(ظہار سے متعلق) مجادلہ کر رہی ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی یہ بات درست ہے کہ ایک سے زیادہ واقعات اور پھر واقعات میں تضاد وغیرہ، اس طرح کی صورتِ حال میں ان ہی واقعات کو ترجیح دی جائے گی جو قرآن کی کسی نص سے نہ ٹکرا رہے ہوں۔

قدیم آسمانی صحیفے:

یہ حقیقت ہے کہ قدیم آسمانی صحائف اپنی اصلی حالت میں نہیں ہیں، قرآن مجید کے مطابق لوگوں نے ان صحائف میں اپنی مرضی سے تبدیلیاں کر لی تھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۔(القرآن، ۵:۱۳) ترجمہ، اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انھیں دی گئیں (مولانا احمد رضا خان بریلوی) ۔اس ضمن میں علامہ ابن کثیر نے اُن اسرائیلی روایات جو قرآن و حدیث سے نہ ٹکراتی ہوں، ان کے متعلق لکھا ہے کہ "اُنھیں نقل کرنا تو جائز ہے، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں، کیوں کہ شرعی اعتبار سے وہ حجت نہیں۔"[13]

مولانا امین احسن اصلاحی نے تدبرِ قرآن میں آسمانی صحائف کو بہ طورِ حوالہ لے کر تو آئے ہیں مگر اُن ہی اصولوں کو سامنے رکھا ہے جو اسلاف نے اپنے پیشِ نظر رکھا ہے اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ان کتب میں تحریف ہوئی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"اگر ان کے بد قسمت حاملوں نے ان صحیفوں میں تحریف نہ کر دی ہوتیں تو یہ بھی اسی طرح ہمارے لیے رحمت و برکت تھے جس طرح قرآن ہے۔ لیکن ان تحریفات کے باوجود آج بھی ان کے اندر حکمت کے خزانے ہیں۔"[14]

یہاں ایک بات اور قابلِ توجہ ہے کہ مولانا نے اگرچہ قدیم صحیفوں کو سمجھنے کے لیے اصولی طور پر اسلاف کا طریقہ اختیار کیا ہے لیکن مولانا نے احادیث کے بہ جائے زیادہ تر قدیم آسمانی صحیفوں کے حوالے زیادہ دیے ہیں۔

آہنگی کا فروغ اور نظامِ ریاست کو وحدت امت کے حوالے سے درپیش مشترکہ چیلنجز، قرآنی تعلیمات کی روشنی میں۔" *The Islamic Culture" As-Saqafat-ul Islamia" الثقافة الإسلامية-Research Journal-Sheikh Zayed Islamic Centre, University of Karachi* 47, no. 1 (2022).

[13] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۱/ ۵۳

Mufti Muhammad Shafi, *Ma'ariful Qur'ān*, 53/1.

[14] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۱/ ۳۳۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 33/1

فہمِ قرآن کے خارجی وسائل کا ماحصل یہ ہے:

- مولانا احادیثِ مبارکہ کو ظنی ماخذ مانتے ہیں۔
- شانِ نزول سے متعلق مفتی تقی عثمانی کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اسبابِ نزول کے بغیر آیت کو سمجھا نہیں جا سکتا جب کہ مولانا کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ سورۃ کے اندر سے ہی شانِ نزول تلاش کیا جائے۔
- قدیم آسمانی صحائف سے متعلق مولانا نے اگرچہ اسلاف کی پیروی اختیار کی ہے لیکن اپنی تفسیر میں احادیثِ مبارکہ سے کہیں زیادہ الہامی کتب کے حوالے دیے ہیں۔

۳۔ تفسیرِ تدبرِ قرآن کے علمی محاسن

یہاں تدبرِ قرآن سے چند نظائر سپردِ قرطاس کئے جاتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن (القرآن،۱:۱) کا ترجمہ و تفسیر:

عام طور پر مترجمین نے اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے۔

مولانا سید صفدر نجفی: ”خدا کے نام سے جو مہربان اور بخشنے والا ہے۔“

ڈاکٹر طاہر القادری: ”سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔“

مولانا اشرف علی تھانوی: ”سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔“

مولانا محمد جوناگڑھی: ”سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

مولانا احمد رضا خاں بریلوی: ”سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا۔“

مولانا امین احسن اصلاحی: ”شکر کا سزاوار حقیقی اللہ ہے کائنات کا رب ہے۔“

بحیثیتِ مجموعی تمام مفسرین نے ’الحمد‘ کا ترجمہ ’تعریف‘ کیا ہے، لیکن مولانا امین احسن اصلاحی نے اس کا ترجمہ ’شکر‘ کیا ہے، اس کی وجہ وہ لکھتے ہیں:

” ’حمد‘ کا ترجمہ عام طور پر مترجموں نے تعریف کیا ہے لیکن میں نے اس کا ترجمہ شکر کیا ہے۔۔۔ یہ سورہ جس احساس شکر اور جس جذبۂ سپاس کی تعبیر ہے اس کا پورا پورا اظہار صرف تعریف کے لفظ سے اچھی طرح نہیں ہوتا۔ آدمی تعریف کسی بھی اچھی چیز کی کر سکتا ہے اگرچہ اس کی اپنی ذات سے اس کا کوئی دور کا بھی واسطہ نہ ہو، لیکن یہ سورہ ہماری فطرت کے جس جوش کا مظہر ہے وہ جوش ابھرا ہی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و رحمانیت کے ان

مشاہدات سے جن کا تعلق براہ راست ہماری ذات سے ہے۔ اگر یہ اچھی طرح واضح نہ ہو سکے تو اس سورہ کی اصل روح ہے وہ واضح نہ ہو سکے گی۔ شکر کے لفظ سے سورہ کا یہ پہلو نمایاں ہوتا ہے۔"[15]

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ کی تفسیر:

مذکورہ آیت کا ترجمہ کچھ یوں کیا جاتا ہے؛ راستہ اُن کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔ (مولانا احمد رضا خان بریلوی) آیت میں موجود الفاظ 'مغضوب' اور 'ضالین' سے مراد مفسرین نے 'یہود' و 'نصاریٰ' لیا ہے۔ مثلاً، صاحب تفسیر، ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

"جمہور علما کے نزدیک مغضوب سے مراد یہودی اور ضالین سے مراد عیسائی ہیں اور ارشادِ نبوی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے"[16]

اس ضمن میں مولانا امین احسن اصلاحی کا اس آیت کی تفسیر میں تفرد یہ ہے کہ انھوں نے اس کی وضاحت مختصر اور انتہائی جامع اور دلیل سے کی ہے۔ انھوں 'مغضوب' اور 'ضالین' سے مراد دو قسم کے لوگ مراد لیے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

"مغضوب علیہم سے مراد دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کی نعمت نازل فرمائی، لیکن انھوں نے اپنی سرکشی کے سبب نہ صرف یہ کہ اس کو قبول نہیں کیا، بلکہ اس کی مخالفت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ جس کی پاداش میں ان پر خدا کا غضب نازل ہوا اور وہ ہلاک کر دیے گئے۔ دوسری قسم کے وہ لوگ جنھوں نے قبول تو کیا لیکن دل کی آمادگی کے ساتھ قبول نہیں کیا بلکہ مارے ماندھے قبول کیا، پھر بہت جلد شہوات نفس میں پڑ کر انھوں نے اس کے کچھ حصہ کو ضائع کر دیا۔۔۔"[17]

"والشفع والوتر" کی تفسیر:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" (القرآن، ۸۹:۱تا۳)

---

[15] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۱/ ۵۵، ۵۶۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 55,56/1

[16] ضیاء القران، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۹۵، ۱/ ۲۶

Zia ul Qur'ān, Peer Muhammad Karam Shah al Azhari, *Zia ul Qur'ān* publications, Lahore, 1995, 26/1

[17] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۱/ ۶۰۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 60/1

ترجمہ: شاہد ہے فجر اور دس راتیں اور جفت و طاق (ترجمہ، امین احسن اصلاحی)

اس میں "طاق اور جفت" سے کیا مراد ہے اس کی تفسیر مختلف مفسرین نے مختلف کی ہے۔ اس ضمن میں صاحبِ ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ الازہری رقم طراز ہیں:

"فرمایا قسم ہے شفع (جفت) کی اور وتر (طاق) اس کے مصداق کے بارے میں مختلف اقوال ہیں' مجھے ان میں سے یہ قول پسند ہے شفع سے مراد مخلوق اور وتر سے مراد خالق ہے۔ حضرت ابو سعید خدری، عظیم، مجاہد اور دیگر جلیل القدر علمائے تفسیر نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کی تشریح یوں کی ہے۔ ساری مخلوق دو دو سے 'کفر و ایمان' ہدایت و ضلالت' سعادت و شفاعت' لیل و نہار' زمین و آسمان' بحر و بر' شمس و قمر' جن و انس' مذکر و مؤنث' زندگی اور موت' عزت و ذلت' علم و جہالت وغیرہ وغیرہ' لیکن اللہ تعالیٰ اپنی تمام شانوں اور صفات میں یکتا ہے اور طاق ہے۔ وہاں زندگی ہے 'موت نہیں' عزت ہے ذلت نہیں' علم ہے جہالت نہیں' قوت ہے' ضعف نہیں' اس کی ذات بھی یکتا' اس کی تمام صفات بھی یکتا۔"[18]

مولانا امین احسن اصلاحی نے اس کی تفسیر "نظم" کو سامنے رکھتے ہوئے کی ہے' وہ لکھتے ہیں:

"جفت اور طاق سے کیا مراد ہے؟ اس کے جواب میں مفسرین سے اتنے اقوال منقول ہیں کہ ان کا استقصار مشکل ہے۔ اقوال کی کثرت کی وجہ ہمارے نزدیک وہی ہے کہ لوگوں کے نظمِ کلام اور سیاق و سباق کو پیشِ نظر رکھنے کے بجائے ساری توجہ اس امر پر مرکوز رکھی کہ کسی مقدس چیز کو ان الفاظ کا مصداق بنائیں۔ حالانکہ اگر نظر شہادت کے پہلو پر ہوتی تو غور کرنے اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے کی آسان راہ یہ تھی کہ ان مقامات پر نظر ڈالی جاتی جہاں قرآن نے ہر شے کے جوڑے جوڑے پیدا کئے جانے کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے حکمت کے نہایت اہم حقائق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً فرمایا ہے: وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (القرآن: ۵۱:۴۹) اور ہم نے ہر چیز کے اندر جوڑے پیدا کئے تاکہ تم یاد دہانی حاصل کرو' ہر جوڑا دو طاقوں سے مل کر تشکیل پاتا ہے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ ہر چیز ایک پہلو سے طاق ہے اور دوسرے پہلو سے جفت۔ اس امر واقعی کا حوالہ دیتے ہوئے قرآن کے اس کائنات کے متعدد جوڑوں' زمین و آسمان' ظلمت و نور' دھوپ اور چھاؤں' نر اور مادہ کی طرف توجہ دلائی اور اس سے اہم نتائج کی جیسا کہ: لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ سے اشارہ نکلتا ہے یاد دہانی فرمادی ہے مثلاً اس حقیقت کی یاد دہانی

---

[18] ضیاء القران، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ۵/۵۵

Zia ul Qur'ān, Peer Muhammad Karam Shah al Azhari, 55/5

کہ جب ہر چیز اپنے وجود کے اندر ایک ایسا خلار کھتی ہے تو اس جوڑے سے مل کر ہی بنتا ہے۔ اس کے بغیر وہ اپنی غایت کو نہیں پہنچتی تو لازماً ایک ایسی کامل الوجود اور ہر نقص سے پاک ہستی ان اجزائے مختلفہ سے بالاتر ہو کر موجود ہے جس کی حکمت و قدرت ان کے اندر ربط و اتصال اور ساز گاری بہم آمیزی پیدا کرتی اور ان کو باغایت و بامقصد بناتی ہے۔ اس ہستی کا وجود کامل اور ہر نقص سے پاک ہونا لازمی ہے۔"[19]

فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ (القرآن، ۵:۸۷) کا ترجمہ و تشریح:

سورۃ الاعلیٰ کی آیت نمبر ۵ کا ترجمہ عام طور پر یوں کیا جاتا ہے؟

مولانا احمد رضا خان بریلوی: پھر اسے خشک سیاہ کر دیا۔

پیر کرم شاہ الازہری: پھر اسے بنا دیا کوڑا سیاہی مائل۔

مولانا مودودی: پھر ان کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔

مفتی شفیع: پھر کر ڈالا اس کو کوڑا سیاہ۔

مولانا امین احسن اصلاحی: "پھر ان کو گھنی سرسبز و شاداب بنا دیا"۔

عام طور پر اکثر مفسرین نے نبات کو اگانے کے بعد آیت نمبر ۵ کا ترجمہ سیاہ کوڑا کرکٹ کیا لیکن مولانا نے اس کا ترجمہ سرسبز و شاداب کیا ہے اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"غثاءً احویٰ کا ترجمہ عام طور پر لوگوں نے کالا کوڑا کرکٹ یا سیاہ خس و خاشاک کیا ہے لیکن عربی میں لفظ غثاءً تو بیشک جھاگ اور خس و خاشاک کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن "احویٰ" ہر گز اس سیاہی کے لئے نہیں جو کسی شے میں اس کی کہنگی، بوسیدگی اور پامالی کے سبب سے پیدا ہوتی ہے بلکہ یہ اس سیاہی مائل سرخی یا سبزی کے لئے آتا ہے جو کسی شے پر اس کی تازگی، شادابی، زرخیزی اور جوش نمو کے سبب سے نمایا ہوتی ہے۔ یہ نباتات اور باغوں کی صفت کے طور پر

---

[19] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۹/ ۳۴۶۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 346/9

بکثرت استعمال ہوا ہے اور بالا استثناء ہر جگہ ان کی سر سبزی کی شدت اور گھنے پن کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔"[20]

مولانا مزید اس کی تفصیلات کلام عرب سے کچھ یوں دیتے ہیں:

"۔۔۔چنانچہ مشہور جاہلی شاعر' تابط شرا اپنے ممدوح کی تعریف میں کہتا ہے: مسبل فی الحی اجوی رفل واذا یعزوا فلیث ابل یوں قبیلہ کے اندر تو ایک خوش پوش' سرخ و سپید بانکا چھبیلا بنا رہتا ہے لیکن جب میدانِ جنگ میں اترتا ہے تو شیر شبستان بن جاتا ہے۔ لفظ غثاء اگرچہ مکھن کے جھاگ اور وسیلاب کے خس و خاشاک کے لئے بھی آتا ہے لیکن اس سبزہ کے لئے بھی اس کا استعمال معروف ہے جو زمین کی زرخیزی کے سبب سے اچھی طرح گھنا اور سیاہی مائل ہو گیا ہو۔ استاد امام فراہی نے اپنی کتاب "مفردات القرآن" میں اس کی تائید میں شعرائے جاہلیت کے متعدد اشعار نقل کئے ہیں۔ ہم بقیہ اختصار صرف قطامی کا ایک شعر جو اس نے ایک وادی کی تعریف میں کہا پیش کرتے ہیں وہ کہتا ہے: حلوابا خضر قد مالت سرارته من ذی غثاء علیٰ الاعراض انضاد وہ ایک سر سبز و شاداب وادی میں اترے جس کے بیچ گھنے اور شاداب سبزے اس کے کناروں پر باہم وگر گتھم گتھا اور ایک دوسرے پر تہہ بہ بہہ گرے ہوئے تھے۔[21]

'سورۃ المرسلٰت' اور 'سورۃ النازعات' کی ابتدائی پانچ آیات کی تفسیر:

قرآنِ مجید میں 'سورۃ المرسلٰت' اور 'سورۃ النازعات' کی ابتدائی آیت کچھ یوں ہے:

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔ فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا۔ وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا۔ فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا۔ فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا (القرآن، ۷۷: ۱) ترجمہ، قسم ہے جو بھیجی ہوئی جاتی ہیں لگاتار۔ پھر زور سے جھونکا دینے والیاں۔ پھر ابھار کر اٹھانے والیاں۔ پھر حق ناحق کو خوب جدا کرنے والیاں۔ پھر ان کی قسم جو ذکر کا القا کرتی ہین۔ (مولانا احمد رضا خان بریلوی)

---

[20] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۹/ ۳۱۵۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 315/9

[21] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۹/ ۳۱۶۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 316/9

وَالنّٰزِعَاتِ غَرْقًا۔ وَالنّٰشِطَاتِ نَشْطًا۔ وَالسّٰبِحَاتِ سَبْحًا۔ فَالسّٰبِقَاتِ سَبْقًا۔ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا۔ (القرآن، ۷۹:۱)ترجمہ، قسم ہے ان (فرشتوں کی) جو (کافروں کی روح) سختی سے کھینچتے ہیں۔ اور نرمی سے بند کھولیں۔ اور آسانی سے پیریں۔ پھر تیزی سے لپکتے ہیں۔ پھر کام کی تدبیر کریں (مولانا احمد رضا خان بریلوی)

سورۃ المرسلٰت کی ابتدائی پانچ آیات کی تفسیر میں صاحبِ تفسیرِ ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری نے مولانا نعیم مرادآبادی کا اقتباس نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

" مفسرین نے ان کی تفسیر میں بہت سے وجود ذکر کیے ہیں ، بعض نے یہ صفتیں ہواؤں کی قرار دی ہیں، بعض نے ملائکہ کی، بعض نے آیاتِ قرآنی کی۔۔۔"[22]

اسی طرح سورۃ النازعات کی ابتدائی پانچ آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس سورت کا آغاز بھی پانچ قسمیں کھا کر کیا گیا ہے۔۔۔ علما کے درمیان اختلاف ہے کہ وہ پانچ کون سی چیزیں ہیں جن کی قسم اٹھائی گئی ہے۔۔۔ پہلا قول تو یہ ہے کہ ملائکہ کی صفات ہیں۔۔۔ دوسرا قول یہ ہے کہ صفات نفوس فاضلہ اور ارواح کاملہ کی ہیں اور انھی کی قسم اٹھائی گئی ہیں۔"[23]

مولانا امین احسن اصلاحی کلامِ عرب کے حوالے سے اپنا ایک کا خاص تفرد رکھتے ہیں، آیاتِ مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"مُرسلٰت کے معنی چھوڑی چھوڑی ہوئی کے ہیں۔ یہ لفظ ہواؤں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اس سے ملائکہ بھی مراد لیا ہے۔۔۔ یہ قسم بھی اسی نوع کی ہے جس طرح سورہ ذاریات میں ہواؤں کی قسم عذاب اور جزا و سزا کے حق ہونے پر کھائی گئی ہے اسی طرح یہ قسم بھی وعدۂ عذاب و قیامت کے شدنی ہونے پر کھائی گئی ہے۔"[24]

اسی طرح 'نازعات' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

---

[22] ضیاء القران، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ۵/ ۴۵۳

Zia ul Qur'ān, Peer Muhammad Karam Shah al Azhari, 453/55

[23] ضیاء القران، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ۵/ ۴۷۹

Zia ul Qur'ān, , 479/55

[24] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۹/ ۱۳۱۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 131/9

''نازعات اور ناشطاط کی تاویل میں یوں تو متعدد اقوال نقل منقول ہیں، لیکن غالب رائے یہ ہے کہ ان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کفار کی جانیں سختی سے اور اہلِ ایمان کی جانیں نرمی سے نکالتے ہیں۔ اگرچہ اس قول کو شہرت حاصل ہے، لیکن اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اس بات میں جو روایات ہیں وہ بالکل تفسیری نوعیت کی ہیں جن کا یہ درجہ نہیں کہ ان کی بنیاد پر کوئی بات اعتماد کے ساتھ کہی جاسکے۔۔۔ ہمارے نزدیک 'نازعات' مراد وہ تند ہوائیں ہیں جو درختوں، مکانوں اور گڑی ہوئی چیزوں کو اپنے زور سے اکھاڑ پھینکتی ہیں۔ اس طرح کی ہواؤں کی صفت کے طور پر 'ذاریات' 'مرسلات' اور 'عاصفات' وغیرہ الفاظ بھی قرآن میں استعمال ہوئے ہیں''[25]

مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر 'تدبرِ قرآن' کا ملخص کچھ یوں ہے:

- تفسیر 'تدبرِ قرآن' تفسیر بالرائے کی ایک بہترین مثال ہے۔
- مولانا کے تفسیری اصول دو طرح کے ہیں: 'داخلی وسائل اور خارجی وسائل۔
- داخلی وسائل میں قرآن کی زبان (عربی) اور نظمِ قرآن، جب کہ خارجی وسائل میں 'قدیم آسمانی صحائف' اور 'احادیثِ مبارکہ' شامل کرتے ہیں۔
- اپنی تفسیر میں لغت اور کلامِ عرب کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔
- اپنی تفسیر میں نظمِ قرآن کا خاص اہتمام کرتے ہیں، ساتھ ہی ایک سورۃ کا دوسری سورت سے ربط و تعلق بیان کرتے ہیں۔
- مفسرینِ کرام 'احادیثِ مبارکہ' کو داخلی وسائل میں شامل کرتے ہیں، جب کہ مولانا نے خارجی وسائل میں شامل کیا ہے۔
- تفسیر میں احادیثِ مبارکہ کے حوالہ جات کم، جب کہ الہامی کتب کے حوالہ جات کہیں زیادہ نظر آتے ہیں۔
- قرآنِ مجید کے الفاظ کو سمجھنے کے لیے 'کلامِ عرب' سے مثالیں دیتے ہیں۔
- فقہی معاملات پر بہت ہی کم بحث کی ہے۔

تبصرہ:

تدبر قرآن ایک ایسی تفسیر ہے جس میں مروجہ طریقہ تفسیر سے مختلف راہ اختیار کرتے ہوئے براہِ راست تدبر قرآن کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی سب سے اہم دو خوبیاں ہیں:

---

[25] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن ۹/ ۱۷۵۔

Amin Ahsan Islahi, *Tadabur-e- Qur'ān*, 175/9

- پہلی تفسیر القرآن بالقرآن
- دوسری ربط آیات و نظم القرآن۔
- اس کے ساتھ ساتھ مولانا نے اپنی تفسیر میں جابجا کلامِ عرب سے استفادہ کیا ہے جس سے ان کی عربی کے ذوق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔
- اسی طرح نظم القرآن کے حوالے سے دیکھا جائے تو تدبر قرآن اردو زبان کی وہ واحد تفسیر ہے جس میں نظم کا سب سے زیادہ اہتمام کیا ہے۔

مجموعی طور پر یہ تفسیر ایک بحر ذخار ہے، اس سے وہی لوگ استفادہ کر سکتے ہیں جو اس میں تیرنا جانتے ہوں۔